# عاطف سعد کا منتخب کلام

نوٹ: یہ کوئی آفیشنلی پبلش کی گئی کتاب نہیں بلکہ مختلف مجموعات میں سے محض انتخاب ہے۔

# موم کا گھر

وہ کہتی ہے سنو جاناں محبت موم کا گھر ہے
تپش یہ بد گمانی کی کہیں پگھلا نہ دے اس کو
میں کہتا ہو کہ جس دل میں ذرا بھی بد گمانی ہو
وہاں کچھ اور ہو تو ہو محبت ہو نہیں سکتی
وہ کہتی ہے سدا ایسے ہی کیا تم مجھ کو چاہو گے
کہ میں اس میں کمی بلکل اس میں گوارا کر نہیں سکتی
میں کہتا ہوں محبت کیا ہے یہ تم نے سکھایا ہے
مجھے تم سے محبت کے سوا کچھ بھی نہیں آتا
وہ کہتی ہے جدائی سے بہت ڈرتا ہے میرا دل
کہ خود کو تم سے ہٹ کر دکھنا ممکن نہیں ہے اب
میں کہتا ہوں یہی خدشے بہت مجھ کو ستاتے ہیں
مگر سچ ہے محبت میں جدائی ساتھ چلتی ہے
وہ کہتی ہے بتاؤ کیا میرے بن جی سکو گے تم
میری باتیں میری یادیں میری آنکھیں بھلا دو گے
میں کہتا ہوں کبھی اس بات پر سوچا نہیں میں نے
اگر اک پل کو بھی سوچوں تو سانسیں رکنے لگتی ہیں
وہ کہتی ہے تمہیں مجھ سے محبت اس قدر کیوں ہے
کہ میں اک عام سی لڑکی تمہیں کیوں خاص لگتی ہوں
میں کہتا ہوں کبھی خود کو میری آنکھوں سے تم دیکھو
میری دیوانگی کیوں ہے یہ خود ہی جان جاؤ گی
وہ کہتی ہے مجھے وارفتگی سے دیکھتے کیوں ہو
کہ میں خود کو بہت ہی قیمتی محسوس کرتی ہوں
میں کہتا ہوں متاعِ جاں بہت انمول ہوتی ہے
تمہیں جب دیکھتا ہوں زندگی محسوس کرتا ہوں
وہ کہتی ہے مجھے الفاظ کے جگنو محل ملتے
تمہیں بتلا سکوں دل میں مرے کتنی محبت ہے
میں کہتا ہوں محبت تو نگاہوں سے جھلکتی ہے
تمہاری خاموشی مجھ سے تمہاری بات کرتی ہے
وہ کہتی ہے بتاؤ ناں کسے کھونے سے ڈرتے ہو
بتاؤ کون ہے وہ جس کو یہ موسم بلاتے ہیں
میں کہتا ہوں یہ میری شاعری ہے آئینہ دل کا
ذرا دیکھو بتاؤ کیا تمہیں اس میں نظر آیا
وہ کہتی ہے کہ عاطف جی بہت باتیں بناتے ہوں
مگر سچ ہے یہ باتیں بہت ہی شاد رکھتی ہیں
میں کہتا ہوں یہ سب باتیں فسانے اک بہانا ہیں
کہ پل کچھ زندگانی کے تمہارے ساتھ کٹ جائیں
پھر اس کے بعد خاموشی کا دلکش رقص ہوتا ہے
نگاہیں بولتی ہیں اور لب خاموش رہتے ہیں

اس طرح ہوں ترے خیال میں گم

آئینہ، آئینوں کے جال میں گم

وہ بھی دیتا نہیں خبر اپنی

میں بھی رہتا ہوں اپنے حال میں گم

میں نے پوچھا بچھڑ کے جی لوگے؟

اور وہ ہو گیا سوال میں گم

وقت نے تو سمیٹ لی بازی!

اور وہ رہ گیا ہے چال میں گم

یاد آئی تو دل ہوا روشن

میں رہا پھر اسی اجال میں گم

مجھ سے نظریں چرا کے وہ گزرا

اور میں ہو گیا ملال میں گم

جس کو عاطف یہ عشق نچوائے
کیوں وہ رہتا ہے اس دھمال میں گم

---

## اور کچھ نہیں بدلا

آج بعد مدت کے
میں نے اُس کو دیکھا ہے
وہ ذرا نہیں بدلی
اب بھی اپنی آنکھوں میں
سو سوال رکھتی ہے
چھوٹی چھوٹی باتوں پر
اب بھی کُھل کے ہنستی ہے
اب بھی اُس کے لہجے میں
وہ ہی کھنکھناہٹ ہے
وہ ذرا نہیں بدلی
اب بھی اُس کی پلکوں کے
سائے گیلے رہتے ہیں

اب بھی اُس کی سوچوں میں
میرا نام رہتا ہے
اب بھی میری خاطر وہ
اُس طرح ہی پاگل ہے
وہ ذرا نہیں بدلی!
آج بعد مدت کے
میں نے اُس کو دیکھا ہے
تو مجھے بھی لگتا ہے
میں بھی اُس کی چاہت میں
اُس طرح ہی پاگل ہوں
بعد اتنی مدت کے
اور کچھ نہیں بدلا
جز ہمارے رستوں کے
اور کچھ نہیں بدلا

.....................................................................................

## جدائی کے بعد پہلی نظم

شفق روئی ہوئی آنکھوں کی مانند

ستارے مجھ کو آنسو دِکھ رہے ہیں

مجھے اِن پتیوں کی سرسراہٹ

دبی آہوں کی مانند لگ رہی ہے

پرندے بولتے ہیں تو!

مجھے لگتا ہے کہ جیسے

یہ سارے بین کرتے ہوں

میں مرجھائی ہوئی، نوچی ہوئی

کلیوں کو تکتا ہوں

تو لگتا ہے کہ جیسے غم میں ڈوبی ہوئی

مجھے اُس دم کھِلی کلیاں

یوں لگتی ہیں!

کہ جیسے ان کی بے بس زندگی پر مسکراتی ہوں

نجانے کیوں

میری آنکھوں کو ہر منظر بہت تاریک لگتا ہے

مجھے سب غم تو دِکھتے ہیں

مگر خوشیوں بھرے موسم

نجانے کیوں نہیں دِکھتے

نجانے وہ شفق، وہ چاند تارے

پھول اور کلیاں

جو اِن خوشیوں بھرے سب موسموں میں

روشنی کے استعارے تھے

کہاں پر چھپ کر بیٹھے ہیں

دِکھائی کیوں نہیں دیتے؟

پرندے چہچہاتے ہیں

یا پتے سرسراتے ہیں

تو وہ نغمے!

جو اِن خوشیوں بھرے سب موسموں کی

گونج ہوتے تھے

کہاں پر کھو گئے ہیں

سنائی کیوں نہیں دیتے؟

نجانے کیوں

مری آنکھوں کو ہر منظر

بہت تاریک لگتا ہے

## کہا تھا ناں!

مجھے تم اِس طرح سوتے ہوئے مت چھوڑ کر جانا

مجھے بے شک جگا دینا

بتا دینا

محبت کے سفر میں ساتھ میرے چل نہیں سکتیں

جدائی میں، ہجر میں، ساتھ میرے جل نہیں سکتیں

تمہیں رستہ بدلنا ہے

مری حد سے نکلنا ہے

تمہیں کس بات کا ڈر تھا

تمہیں جانے نہیں دیتا؟

کہیں پہ قید کر لیتا؟

ارے پگلی!

محبت کی طبیعت میں

زبردستی نہیں ہوتی

جسے رستہ بدلنا ہو، اُسے رستہ بدلنے سے

جسے حد سے نکلنا ہو، اُسے حد سے نکلنے سے

نہ کوئی روک پایا ہے

نہ کوئی روک پائے گا

تمہیں کس بات کا ڈر تھا

مجھے بے شک جگا دیتے

میں تم کو دیکھ ہی لیتا

تمہیں کوئی دعا دیتا

کم از کم یوں تو نہ ہوتا!

مرے ساتھی حقیقت ہے

تمہارے بعد کھونے کے لئے کچھ بھی نہیں باقی

مگر کھونے سے ڈرتا ہوں

میں اب سونے سے ڈرتا ہوں

---

میرے آنسو، میرے اندر گرتے ہیں

جیسے دریا بیچ سمندر گرتے ہیں

تیری یادیں وہ طوفان اٹھاتی ہیں

اِک اِک کر کے سارے منظر گرتے ہیں

کتنی لہریں شعروں میں ڈھل جاتی ہیں
سوچ کے پانی میں جب پتھر گرتے ہیں

ہم نے ٹھوکر کھا کر چلنا سیکھا ہے
اور ہیں وہ جو ٹھوکر کھا کر گرتے ہیں

رونے والے! یہ تجھ کو معلوم نہیں
تیرے آنسو، میرے دل پہ گرتے ہیں

تم بس اُس کا روگ لگا کر بیٹھے ہو
سپنوں کے یہ گھر تو اکثر گرتے ہیں

---

## مجھے کچھ دیر سونے دے

سنو!
میں تھک گیا ہوں
مری پلکوں پہ اب تک کچھ ادُھورے خواب جلتے ہیں
مری نیندوں میں تیرے وصل کا ریشم الجھتا ہے

مرے آنسو، مرے چہرے پہ تیرے غم کو لکھتے ہیں
مرے اندر کئی صدیوں کے سناٹوں کا ڈیرہ ہے
مرے الفاظ بانہیں وَا کیئے مجھ کو بلاتے ہیں
مگر میں تھک گیا ہوں
اور میں نے خامشی کی گود میں سر رکھ دیا ہے
میں بالوں میں تمہارے ہجر کی نرم انگلیاں محسوس کرتا ہوں
مری پلکوں پہ جلتے خواب ہیں اب راکھ کی صورت
تمہارے وصل کا ریشم بھی اب نیندیں نہیں بُنتیں
مری آنکھوں میں جیسے تھر کے موسم کا بسیرا ہے
مجھے اندر کے سناٹوں میں گہری نیند آئی ہے
سنو!
اِس یاد سے کہہ دو
مجھے کچھ دیر سونے دے

.....................................................................................................................................

## مجھے تم کیا بتاؤ گی؟

کہ جب سے مجھ سے بچھڑی ہو

بہت بے چین رہتی ہو

مری باتیں ستاتی ہیں

مرے لفظوں کے جگنو!

ایک پل اوجھل نہیں ہوتے

مری نظمیں رلاتی ہیں

مری آنکھیں جگاتی ہیں

مجھے تم کیا بتاؤ گی

کہ تم نے بارہا ان اجنبی چہروں کے جنگل میں

مرے چہرے کو ڈھونڈا ہے

کسی مانوس لہجے پر

کسی مانوس آہٹ پر

پلٹ کر ایسے دیکھا ہے

کہ جیسے تم مری موجودگی محسوس کرتی ہو!

مجھے تم کیا بتاؤ گی!

کہ کتنی شبنمی شامیں

ٹہلتے، سوچتے گذریں

کہ کتنی چاندنی راتیں

دعائیں مانگتے گذریں

کہ کتنے اشک ایسے تھے

جو گرتے ہی رہے دل میں

مجھے تم کیا بتاؤ گی

مری جاں! میں سمجھتا ہوں

تمہاری ان کہی باتیں

کہ میں ان موسموں کے ایک اک رستے سے گذرا ہوں

میں اب بھی لفظ چنتا ہوں

میں اب بھی اشک بُنتا ہوں

کہ جب سے تم سے بچھڑا ہوں

تمہاری ذات پر گذرے

میں ہر موسم میں رہتا ہوں

تو پھر تم کیا سناؤ گی

مجھے تم کیا بتاؤ گی

---

## محبت کی ایک نظم

چھپانا راز اس دل کے

اگر تم چھوڑ دو جاناں

تمہیں مجھ سے محبت ہے

اگر تم بول دو جاناں

تو جیون کے سفر میں

راستہ آسان ہو جائے

ہمارے پاس بھی جینے کا کچھ سامان ہو جائے

وگرنہ ہم

تمہارے دل کے دروازے کے باہر

آس میں بیٹھے رہیں گے

تم کبھی تو بند دروازے کو کھولو گی

مرے شانے پہ سر رکھ کر

کبھی دھیرے سے بولو گی

"مجھے تم سے محبت ہے"

..............................................................................................

"دوریاں مقدر ہیں"

سوگوار لہجے میں

پیڑ خشک پتوں سے

کہہ رہے ہیں پت جھڑ ہے

دوریاں مقدر ہیں

..............................................................................................

ذرا سی بے سکونی ہے

مجھے اِس زندگانی سے کوئی شکوہ نہیں لیکن

ذرا سی بے سکونی ہے

نجانے کیوں مرے دل میں

عجب اِک خوف رہتا ہے
مجھے محسوس ہوتا ہے
کہ میرے دل کے دروازے پہ
تیری یاد کی دستک میں وہ شدت نہیں باقی
بہت سی خاص باتیں ہیں
جو مجھ کو عام لگتی ہیں
مرے دل میں انہیں سن کر کوئی طوفاں نہیں اٹھتا
تری آنکھیں، ترا چہرہ
تری آواز کی رم جھم
سبھی کچھ خواب لگتا ہے

مجھے محسوس ہوتا ہے
سنہری تتلیوں جیسے
وہ سب خوش رنگ سے سپنے
مرے لفظوں کے پھولوں پر
بہت دن سے نہیں بیٹھے

مجھے محسوس ہوتا ہے

سمے کی تیز لہروں نے

ہمارے ریت کے کچے گھروندے توڑ ڈالے ہیں

مجھے ان تیز لہروں سے

سنہری تتلیوں جیسے

سبھی خوش رنگ سپنوں سے

کوئی شکوہ نہیں لیکن

ذرا سی بے سکونی ہے

مجھے محسوس ہوتا ہے

تمہارے دل کے دروازے پہ میری یاد کی دستک

مری جاں اب نہیں ہوتی

مری جاں اب نہیں ہوتا

کہ میری یاد آئے تو

تمہاری آنکھ بھر آئے

دعائیں مانگتے لمحے

مجھے تم بھول جاتی ہو
مگر پھر بھی مجھے تم سے
کوئی شکوہ نہیں لیکن
عجب سی بے سکونی ہے
عجب اک خوف ہے دل میں
میں تم کو بھول جاؤں گا

---

آئینے سے رہا کرئے کوئی
مجھ کو مجھ سے جدا کرئے کوئی

بے بسی جان لینے لگتی ہے
جو نہ روئے تو کیا کرئے کوئی

شدتِ غم کو جاننے کے لئے
کاش آنکھیں پڑھا کرئے کوئی

اب یہ دل ہے کہ میں رہوں خوش اور
میرے غم میں رہا کرئے کوئی

میں بھی ٹھہروں کسی کے ہونٹوں پر

میری خاطر دعا کرئے کوئی

روکتی ہے انا یہ کہنے سے

"میرے دکھ کی دوا کرئے کوئی"

بے وفائی کے سرخ موسم میں

کیا کسی سے وفا کرئے کوئی

---

اے میرے کم سخن ساتھی

اے میرے کم سخن ساتھی

مری بنجر سی آنکھوں سے

کوئی دھوکا نہیں کھاؤ

کہ تم کب دیکھ سکتی ہو

مرے دل میں چھپے گھاؤ

اے میرے کم سخن ساتھی!

تمہیں شاید خبر ہو گی

محبت میں جو بہتے ہیں

وہ آنسو خشک ہوتے ہیں

---

اے میری سوچ کی محور، تم اپنے سارے دکھ رو لو

سمجھ لو مجھ کو چارہ گر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

اِسے تم مشورہ سمجھو یا میرا تجربہ سمجھو!

یہ دل ہو جائے گا پتھر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

مجھے خاموش اشکوں سے بہت ہی خوف آتا ہے

نہ رکھو آنکھ یوں بنجر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

تمہیں اس کی خبر ہوگی، یہ اک دن خُوں رلائے گا

بُھلا کر خواب کا پیکر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

مری جاں! یہ نہیں سوچو، سمیٹوں گا اِنہیں کیسے

مرے شانے پہ سَر رکھ کر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

سُنا ہے اُس کی آنکھوں میں تمہارے زخم کھلتے ہیں

تمہیں کہتا ہے جو اکثر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

سُنو! نامہرباں آنکھیں تمہیں ایسے ہی دیکھیں گی
نہیں بدلے گا یہ منظر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

اگر یوں اشک رونے سے انا پر چوٹ پڑتی ہے
ہنسی کی اوڑھ کر چادر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

بتا دینا یہ میرا دل تمہارے غم سے بوجھل ہے
اُسے کہنا یہ نامہ بَر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

---

اک تمہارے پیار نے جادو یہ کیسا کر دیا
چار سُو میرے اجالا ہی اجالا کر دیا

کون کہتا ہے محبت نام ہے رسوائی کا
کب سُنا ہے پھول کو شبنم نے میلا کر دیا

ڈھونڈتا پھرتا ہے اب وہ دوستوں کو ہر طرف

دوستی کے شوق نے اس کو اکیلا کر دیا

چیخ سُن کر بھی کسی نے مڑ کے دیکھا ہی نہیں

بے حسی نے شہر کے لوگوں کو بہرہ کر دیا

..........................................................................

بارشوں میں بھیگ کر سب پیڑ اجلے ہو گئے

رات بھر رونے نے کچھ مجھ کو بھی ہلکا کر دیا

روز ملتا تھا میں تم سے، روز ہوتا تھا جدا

اس طرح کے حادثوں نے زخم گہرا کر دیا

..........................................................................

اجنبیت بھی ایک رشتہ ہے

درد ہی درد کو سمجھتا ہے

میں بھی تیار ہوں سزا کے لیے

خواب میں نے بھی ایک دیکھا ہے

میں تو جس راستے پہ چلتا ہوں
وہ تری سمت جا نکلتا ہے
تُو بھی دنیا کا فرد ہی نکلا
تُو بھی مجھ کو کہاں سمجھتا ہے
دیکھ آنکھیں چمک رہی ہیں مری
دیکھ اک شعر مجھ پہ اترا ہے
آج پھر رہ گیا ہوں میں تنہا
آج پھر میں نے تجھ کو سوچا ہے
اے غمِ یار بخش دے مجھ کو
کیوں مجھے تُو اداس کرتا ہے
اتنا ویران، اس قدر خاموش
میرا چہرہ ہے یہ کہ صحرا ہے

---

تیری مجبوریوں سے واقف ہوں!

تو نے پہلے بھی کئی بار مجھے

ایسے دیکھا تھا کہ جیسے مجھے دیکھا ہی نہ ہو

ایسے سوچا تھا کہ جیسے مجھے سوچا ہی نہ ہو

ایسے چھوڑا تھا مجھے راہ میں اکثر تو نے،

جیسے مجھ سے کوئی رشتہ، کوئی ناتا ہی نہ ہو

جیسے تو نے مجھے، میں نے تجھے چاہا ہی نہ ہو

مصلحت اوڑھ کے چاہت کو چھپائے رکھا

اپنے ہر راز کو سینے سے لگائے رکھا

اور میں جو تری مجبوریوں سے واقف تھا

تجھ کو دیوی سا خیالوں میں سجائے رکھا

ہر نشانی کو تری، میں نے مقدس جانا

تیرے ہر عکس کو آنکھوں میں بسائے رکھا

## سناٹے

محبتوں کا بھرم کھولتے ہیں سناٹے

ہجر کی شب میں بہت بولتے ہیں سناٹے

کسی کسی کو یہ اتنا نواز دیتے ہیں

کسی کسی کو بہت رولتے ہیں سناٹے

رکھے ہیں چاند ستاروں نے ہاتھ کانوں پر

سنا تھا میں نے بہت بولتے ہیں سناٹے

تمہارے بس میں اگر ہو تو جان لو اِن کو

کسی پہ خود کو کہاں کھولتے ہیں سناٹے

سنا ہے میں نے یہ تنہائیوں کے دشمن ہیں

سنا ہے اُن میں زہر گھولتے ہیں سناٹے

یہ میری شاعری ان کی ہی اک ادا سمجھو

کہ میری سوچ کے در کھولتے ہیں سناٹے

---

یہ آنسو، شکوے، آہیں، سب بے معنی سی زنجیریں ہیں

کب اِن کے باندھے رکتا ہے، وہ جس کو جانا ہوتا ہے

میں تجھ کو کیسے بھولوں گا؟ تو مجھ کو کیسے بھولے گی؟

کیوں آنکھیں چوکھٹ پر رکھ کر تم دنیا بھول کے بیٹھے ہو

جو سمجھو پیار محبت کا اتنا افسانہ ہوتا ہے

کچھ آنکھیں پاگل ہوتی ہیں، کچھ دل دیوانہ ہوتا ہے

اپنا دل تھام کسی یاد کی دہلیز پہ آ

"آ کسی شام کسی یاد کی دہلیز پہ آ!"

دیکھ آتے ہیں نظر تجھ کو مناظر کیسے

لے مرا نام کسی یاد کی دہلیز پہ آ

اب تو ہر گام ضرورت ہے تیری یادوں کی

اب تُو ہر گام کسی یاد کی دہلیز پہ آ

غمِ دنیا نہ کہیں چھین لے تجھ کو مجھ سے

چھوڑ سب کام کسی یاد کی دہلیز پہ آ

آج کی شام منانا ہے ترے غم کو مجھے

آج کی شام کسی یاد کی دہلیز پہ آ

## محبت کچھ نہیں ہوتی

مجھے اکثر یہ کہتی تھی محبت کچھ نہیں ہوتی

ہجر کا خوف بے مطلب، وصل کے خواب بے معنی

کوئی صورت نگاہوں میں کہاں دن رات رہتی ہے

اسے کیوں خامشی کہیے کہ جس میں بات رہتی ہے

یہ آنسو، بے زباں آنسو، بھلا کیا بول سکتے ہیں

کہاں دل میں کسی کی یاد سے طوفان اٹھتے ہیں

کہاں پلکوں کے سائے میں نمی دن رات رہتی ہے

کہاں ہوتی ہیں وہ آنکھیں جہاں برسات رہتی ہے

مجھے اکثر یہ کہتی تھی محبت کچھ نہیں ہوتی!

مگر جب آج برسوں بعد میں نے اُس کو دیکھا ہے

کہ اُس کی جھیل آنکھوں میں ہجر کا خوف رہتا ہے

وصل کے خواب رہتے ہیں وہاں برسات رہتی ہے

یوں لگتا ہے کئی راتوں سے وہ سوئی نہیں شاید

یوں لگتا ہے کسی کی یاد اب دن رات رہتی ہے

اور اس کی نرم پلکوں کے حسیں سائے بھی گیلے ہیں

اور اُس کی خامشی ایسی کہ جس میں بات رہتی ہے

مجھے اب وہ نہیں کہتی محبت کچھ نہیں ہوتی

کہ اب شاید محبت کی وہ سب رمزیں سمجھتی ہے

☆☆☆☆☆

## "ہوا کے ہاتھ ایک پیغام"



!اُسے کہنا

ابھی تک دل دھڑکتا ہے

ابھی تک سانس چلتی ہے

ابھی تک یہ مری آنکھیں

سہانے خواب بنتی ہیں

مرے ہونٹوں کی جنبش میں

تمہارا نام رہتا ہے

ابھی بارش کی بوندوں میں

تمہارا پیار باقی ہے



اُسے یہ بھی بتا دینا

ابھی اظہار باقی ہے

ابھی یادوں کے کانٹوں سے

مرا دامن الجھتا ہے

تمہارا پیار سینے میں

کہیں اب بھی دھڑکتا ہے

ہوا اب بھی موافق ہے

ہمارے ساتھ چلتی ہے

!اُسے کہنا

جدائی کا ابھی موسم نہیں آیا

محبت کی کہانی میں

کہیں پر غم نہیں آیا

مگر سب کچھ بدلنے میں

بھلا کیا دیر لگتی ہے

کسی کی یاد ڈھلنے میں

بھلا کیا دیر لگتی ہے

نئی صبح نکلنے میں

بھلا کیا دیر لگتی ہے

!اُسے کہنا

!وہ جلدی فیصلہ کر لے
نئے رستوں پہ چلنے میں
بھلا کیا دیر لگتی ہے

# بچھڑنے والے

!بچھڑنے والے

تجھے خبر ہے؟

کہ تیرے جانے سے میرا جیون

ہزار خانوں میں بٹ گیا ہے

!تجھے خبر ہے بچھڑنے والے

کہ میری خوشیاں ہی کھو گئی ہیں

میں کتنا تنہا سا ہو گیا ہوں

وجود میرا تو اس سفر میں

یہ دیکھ زخموں سے اَٹ گیا ہے

!میں سوچتا ہوں

مگر یہ سوچیں،

کیوں ایک نقطے پہ جم گئی ہیں

!کیوں لگ رہا ہے

!کہ جیسے سانسیں ہی تھم گئی ہیں

!مجھے بتا دے بچھڑنے والے

کہ کیسے خود کو سنبھالنا ہے

ہجر کے رستے پہ چلتے چلتے

یہ میرے پاؤں لہو لہو ہیں

یقین کر لے میں تھک گیا ہوں

بچھڑنے والے! تجھے خبر ہے

میں کب کا خود سے بچھڑ چکا ہوں

# گذارش

سنو!



اتنی گذارش ہے،

کہ جب یہ نام تیرا،نام میرا اجڑ نہیں سکتا



تو اپنے نام کے سنگ نام جوڑا مت کرو کوئی!!!

محبت کو بھلانا چاہیے تھا
مجھے جی کر دکھانا چاہیے تھا

مجھے تو ساتھ اس کا بھی بہت تھا
اسے سارا زمانہ چاہیے تھا

پرندہ اس لیے بے کل تھا اتنا
اسے بھی آشیانہ چاہیے تھا

تم اُس کے بن ادھورے ہو گئے ہو
تمہیں اُس کو بتانا چاہیے تھا

بہت پھرتا رہا تھا در بدر میں
مجھے بھی اک ٹھکانہ چاہیے تھا

چراغاں ہو رہا تھا شہر بھر میں

ہمیں بھی دل جلانا چاہیے تھا

محبت کو بھلانا چاہیے تھا

مجھے جی کر دکھانا چاہیے تھا

مجھے تو ساتھ اس کا بھی بہت تھا

اسے سارا زمانہ چاہیے تھا

پرندہ اس لیے بے کل تھا اتنا

اسے بھی آشیانہ چاہیے تھا

تم اُس کے بن ادھورے ہو گئے ہو

تمہیں اُس کو بتانا چاہیے تھا

بہت پھرتا رہا تھا در بدر میں

مجھے بھی اک ٹھکانہ چاہیے تھا

چراغاں ہو رہا تھا شہر بھر میں
ہمیں بھی دل جلانا چاہیے تھا

# ایک SMS

جس دن تجھ سے بات نہیں ہوتی
!یوں لگتا ہے دن نہیں چڑھتا
یوں لگتا ہے رات نہیں ہوتی

# میں نے دیکھا

لمحوں کو صدیوں میں ڈھلتے دیکھا

سورج کو سینے میں جلتے

دکھ کو دل کے اندر پلتے

خود کو جلتے میں نے دیکھا

جب سے تجھ سے ناتا ٹوٹا

میں دوستی کے عجب موسموں میں رہتا ہوں

کبھی دعاؤں، کبھی سازشوں میں رہتا ہوں

جو تم ذرا سا بھی بدلے تو جان لے لوگے

میں کچھ دنوں سے عجب واہموں میں رہتا ہوں

میں جس طرح سے کبھی دشمنوں میں رہتا تھا

اُسی طرح سے ابھی دوستوں میں رہتا ہوں

قدم قدم پہ ہیں بکھرے ہوئے نقوش مرے
میں تیرے شہر کے سب راستوں میں رہتا ہوں

کیا ہے فیصلہ جب سے چراغ بننے کا
میں اعتماد سے اب آندھیوں میں رہتا ہوں

تمہارے بعد یہ دن تو گذر ہی جاتا ہے
میں شب کو دیر تلک آنسوؤں میں رہتا ہوں

# "یہی ہو اناں"

یہی ہو اناں!
کہ تم نے مجھ کو بھلا دیا ہے
جو نقشِ الفت، تمہارے دل پہ کُھدا ہوا تھا
اُسے کُھرچ کے مٹا دیا ہے

!مجھے خبر ہے

کہ تم میں، مجھ میں جو دوریاں ہیں

ہماری قسمت میں وہ لکھی تھیں

میں قسمتوں کے لکھے ہوئے کو

مٹاؤں کیسے؟

بچھڑ کے تم سے، جو آگ سینے میں جل رہی ہے

بتاؤ اُس کو بجھاؤں کیسے؟

!کہ تم تو واقف ہو اِس ہنر سے

!مجھے خبر ہے

تمہاری آنکھوں میں پلنے والا ہر ایک سپنا

تمہارا کل ہے،

وہ کل کہ جس کی ہر ایک آہٹ

تم اپنی دھڑکن سے سن رہی ہو

مگر تمہارا جو ایک کل تھا

تمہیں خبر ہے وہ کل کہاں ہے؟

تم اس کو ماضی بنا چکی ہو

ہر ایک رشتہ بھلا چکی ہو

ہر ایک لمحے کا عکس دل سے مٹا چکی ہو

مگر تمہارا وہ کل ابھی بھی

مری نگاہوں میں جل رہا ہے

!ہوا کا رُخ تو بدل رہا ہے

مگر عجب یہ محبتیں ہیں

!کہ دل ابھی تک

تمہاری راہوں پہ چل رہا ہے

تمہاری خاطر مچل رہا ہے

بتاؤ !اِس کو بتاؤں کیسے؟

تمہاری آنکھوں میں پلنے والا

کوئی بھی سپنا مرا نہیں ہے

میں ایک کل جو گزر چکا ہوں

مجھے بتاؤ میں کیسے دل سے

تمہارے نقشِ قدم مٹاؤں

بتاؤ کیسے تمہیں بھلاؤں

کہ تم تو واقف ہو اس ہُنر سے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## دیوانگی

!یہ سوچ ہے دیوانگی

کہ تپتے سورج کے تلے

میں گھر بناؤں موم کا

کب ملے غیر کی پناہوں سے

درد ملتے ہیں آشناؤں سے

خشک پتوں کو ناچتے دیکھا

گیت سنتا رہا ہواؤں سے

مال و زر کی طلب نہیں ہے مجھے

میری جھولی بھر دو دعاؤں سے

اور کتنا چلو گے تم آخر

آبلوں نے کہا یہ پاؤں سے

جن کو عادت ہے بے وفائی کی

آؤ جیتیں اُنہیں وفاؤں سے

آؤ اُن کو قریب سے دیکھیں

جل گئے ہیں جو لوگ چھاؤں سے

ہو مسیحا یا پھر دُعا عاطف

درد گھٹتے ہیں کب دواؤں سے

## Celebration

کتنی مدت بعد تمہاری یاد آئی ہے

یوں لگتا ہے جیسے دل یہ رک جائے گا

!یوں لگتا ہے جیسے آنکھیں

!اپنے سارے آنسو رو کر

بالکل بنجر ہو جائیں گی

یوں لگتا ہے جیسے پچھلے موسم پھر سے لوٹ آئے ہیں

جاناں! یہ دل خوش رہنے کے

طور طریقے بھول چکا ہے

اُس پر تیری یاد کی دستک

یوں لگتا ہے جیسے دل پر

ایک قیامت گزر رہی ہو

کوئی طوفاں آن کھڑا ہو

جیسے ایک اکیلی ناؤ

بیچ بھنور کے آن پھنسی ہو

یوں لگتا ہے جیسے سپنے

ایک حقیقت بن بیٹھے ہوں

اتنی مدت بعد تمہاری یاد آئی ہے

سوچ رہا ہوں کیا اُس کی تعظیم کروں میں

پلکوں پر اشکوں کے دیپ جلا لیتا ہوں

دل کے اُجڑے آنگن کو مہکا لیتا ہوں

دل کہتا ہے پھر خود کو تقسیم کروں میں

اتنی مدت بعد تمہاری یاد آئی ہے

یوں لگتا ہے جیسے پچھلے موسم پھر سے لوٹ آئے ہوں

☆☆☆☆☆☆

تمناؤں کے سب دَر کھولتا ہے

"تری آنکھوں کا لہجہ بولتا ہے"

چھپانے کی کوئی صورت نہیں ہے

کوئی اوپر سے سب کچھ دیکھتا ہے

سنا ہے بھیگتی ہیں اُس کی پلکیں

وہ جب بھی کچھ خدا سے مانگتا ہے

!کہیں سے روشنی لاؤ خدارا

مرے گھر میں اندھیرا بولتا ہے

مرے چاروں طرف پھیلی ہے خوشبو

یہ لگتا ہے وہ مجھ کو سوچتا ہے

نجانے کیوں مجھے لگتا ہے ایسا

کہ وہ کچھ مجھ سے کہنا چاہتا ہے

کچھ خوشی کے سائے میں اور کچھ غموں کے ساتھ ساتھ

!زندگی کٹ ہی گئی ہے الجھنوں کے ساتھ ساتھ

!!آج تک اُس کی تھکن سے دُکھ رہا ہے یہ بدن

اک سفر میں نے کیا تھا خواہشوں کے ساتھ ساتھ

کس طرح کھایا ہے دھوکا کیا بتاؤں میں تمہیں

دوستوں کے مشورے تھے، سازشوں کے ساتھ ساتھ

کس طرح رکھے ہوئے ہیں چاند سورج اک جگہ

نفرتیں بھی پل رہی ہیں چاہتوں کے ساتھ ساتھ

اس دفعہ ساون میں تیری یاد کے بادل رہے

اس دفعہ میں خوب رویا بارشوں کے ساتھ ساتھ

وہ جنہیں میں دوست کہتا تھا بڑے ہی مان سے
صف بہ صف وہ بھی کھڑے تھے دشمنوں کے ساتھ ساتھ

!کاش پھر سے لوٹ آئیں پھر وہی بچپن کے دن
بھاگنا پھولوں کی خاطر تتلیوں کے ساتھ ساتھ

شہر میں کچھ لوگ میرے چاہنے والے بھی ہیں
پھول مجھ کو لگ رہے ہیں پتھروں کے ساتھ ساتھ

☆☆☆☆☆

میرے اندر سانس لینا چھوڑ دے

اے اداسی! میرا پیچھا چھوڑ دے

!چاند کیا آنگن میں اترا ہے کبھی

سن مری جاں یہ تمنا چھوڑ دے

!تو کبھی سوکھے ہوئے پتوں پہ لکھ

سبز شاخوں کا قصیدہ چھوڑ دے

!ایک دن رکھا مرے شانے پہ سر

"اور یہ بولی کہ "دنیا چھوڑ دے

زندگی اب تھک گیا ہوں میں بہت

اب خدارا یہ تماشا چھوڑ دے

!یہ محبت ہے، تجارت تو نہیں

کیا کسی کے ہاتھ آیا چھوڑ دے

اُس کی الفت میں نہ اتنی دور جا

واپسی کا ایک رستہ چھوڑ دے

اک تمہارے پیار نے جادو یہ کیسا کر دیا

چار سُو میرے اجالا ہی اجالا کر دیا

کون کہتا ہے محبت نام ہے رسوائی کا

کب سنا ہے پھول کو شبنم نے میلا کر دیا

ڈھونڈتا پھرتا ہے اب وہ دوستوں کو ہر طرف

دوستی کے شوق نے اس کو اکیلا کر دیا

چیخ سُن کر بھی کسی نے مڑ کے دیکھا ہی نہیں

بے حسی نے شہر کے لوگوں کو بہرہ کر دیا

بارشوں میں بھیگ کر سب پیڑ اجلے ہو گئے

رات بھر رونے نے کچھ مجھ کو بھی ہلکا کر دیا

روز ملتا تھا میں تم سے، روز ہوتا تھا جدا

اس طرح کے حادثوں نے زخم گہرا کر دیا

میں شام یادوں کے جنگلوں میں گذارتا ہوں، کہ کچھ لکھوں گا

یہ شہر سارا ہی سو چکا ہے میں جاگتا ہوں کہ کچھ لکھوں گا

بہار رُت کے وہ خواب سارے جو میری پلکوں پہ آ سجے تھے!

وہ خواب آنکھوں میں جل چکے ہیں میں جل رہا ہوں کہ کچھ لکھوں گا

میں پچھلے موسم کی بارشوں کو پھر اپنی آنکھوں میں لا رہا ہوں!

کہ اب کے ساون کی رُت میں، میں بھی یہ سوچتا ہوں کہ کچھ لکھوں گا

عجیب رُت ہے جدائیوں کی، عذاب دن ہیں عذاب راتیں

میں چند مہمل سے لفظ لکھ کر یہ سوچتا ہوں کہ کچھ لکھوں گا

میں لفظ پلکوں سے چن رہا ہوں، میں خواب کاغذ پہ بُن رہا ہوں

میں تیری آہٹ بھی سن رہا ہوں میں جانتا ہوں کہ کچھ لکھوں گا

وہ سارے رستے کہ جن پہ ہم تم چلے تھے چاہت کے سنگ عاطف

میں اب جو اُن پر کبھی گیا تو یہ جانتا ہوں کہ کچھ لکھوں گا

غموں سے اس قدر ہے دوستی اب

!خوشی کی بھی نہیں مجھ کو خوشی اب

خدا جانے اسے کیا ہو گیا ہے

بہت ہی بولتی ہے خامشی اب

!کروں گا یاد جو فرصت ملی تو

بڑی مصروف ہے یہ زندگی اب

قناعت سیکھ لی ہے میرے دل نے

کمی لگتی نہیں مجھ کو کمی اب

کبھی جس کی طلب ہی زندگی تھی

ضرورت ہی نہیں اُس کی رہی اب

!کبھی کہتے تو کتنی اہم ہوتی

وہی اک بات جو تم نے کہی اب

جسے تاریکیاں راس آ گئی ہیں

اسے کیوں ڈھونڈتی ہے روشنی اب

میں کب کا بوچکا تکیہ میں تارے

دلاسہ دے رہی ہے چاندنی اب

## وہ رنگوں میں ڈھلی لڑکی

وہ رنگوں میں ڈھلی لڑکی

کبھی جب بات کرتی ہے

تو اس کے لفظ خوشبو کی طرح محسوس ہوتے ہیں

وہ ہنستی ہے تو جیسے سارا عالم اس ہنسی میں ڈوب جاتا ہے

وہ لب اس کے، وہ آنکھیں اور وہ چہرے کی شادابی

کہ جیسے اپسرا کوئی

وہ میرا نام لیتی ہے تو میری روح میں جیسے نشہ سا اک اُترتا ہے

مرا مَن جھوم اٹھتا ہے



وہ رنگوں میں*ڈھلی لڑکی

جھکائے اپنی پلکوں کو کبھی مجھ سے جو کہتی ہے

مجھے تم سے محبت ہے

تو اس کا شرمگیں لہجہ، یقیں مجھ کو دلاتا ہے کہ دُنیا خوبصورت ہے

وہ رنگوں میں ڈھلی لڑکی

اُداسی کے گھنے سایوں کو جب بھی اُوڑھ لیتی ہے

مرا دل خون روتا ہے

میں اس کی شربتی آنکھوں کے نم سے بھیگ جاتا ہوں

وہ رنگوں میں ڈھلی لڑکی

جسے مجھ سے محبت ہے

مرا اظہار سنتی ہے تو پھر سب بھول جاتی ہے

جھکائے اپنی پلکوں کو وہ ایسے مسکراتی ہے

کہ جیسے اپسرا کوئی

وہ رنگوں میں ڈھلی لڑکی

مرے لفظوں میں رہتی ہے

مجھے اکثر یہ کہتی ہے

مجھے تم سے محبت ہے

لہو رونے سے ڈرتا ہوں، جدا ہونے سے ڈرتا ہوں
مری آنکھیں بتاتی ہیں کہ میں سونے سے ڈرتا ہوں

مری انگلی پکڑ لینا، مجھے تنہا نہیں کرنا
یہ دنیا ایک میلہ ہے، تمہیں کھونے سے ڈرتا ہوں

جو ہنستی ہو تو کیوں پلکوں کے گوشے بھیگ جاتے ہیں
تمہیں معلوم ہے، میں اس طرح رونے سے ڈرتا ہوں

یہ جب سے خواب دیکھا ہے، مجھے تم چھوڑ جاؤگی
میں اب ڈرتا ہوں خوابوں سے، میں اب سونے سے ڈرتا ہوں

دوست جیسی، کبھی دشمن کی طرح لگتی ہے
!زندگی تو کسی اُلجھن کی طرح لگتی ہے

ایک لمحے میں مرے من کو بھگو دیتی ہے
اُس کی ہر بات، ہی ساون کی طرح لگتی ہے

تیرے چہرے پہ اُداسی ہے میرے گھر کی طرح
تیری حالت میرے آنگن کی طرح لگتی ہے

تو بھی الفت کے تقاضوں کو نہیں سمجھی ہے
تیری الجھن، میری الجھن کی طرح لگتی ہے

## کسی موسم میں بھی جاناں

!کسی موسم میں بھی جاناں

ہماری یاد کا دل سے

اگر جو رابطہ ٹوٹے

تو دل کو دوش مت دینا

سمجھ لینا

کہ جو تم سے یہ کہتا تھا

"تمہارا پیار جیون ہے"

وہ اب ایسا نہیں کہتا

اُس کی پلکوں پہ کوئی خواب سجا رہنے دے
حبس بڑھ جائے گا اِس در کو کھلا رہنے دے

میرے مالک تو بھلے چھین لے گویائی مری
میرے ہونٹوں پہ فقط ایک دعا رہنے دے

میرے خوابوں کو بھٹکنے سے بچانے کے لیے
شب کی دہلیز پہ یادوں کا دیا رہنے دے

بے رُخی ہی ترے مجرم کے لیے کافی ہے
اُس سے منہ موڑ لے کوئی اور سزا رہنے دے

چاند بن کر ترے کمرے میں اُتر آؤں گا
آج کی رات تو کھڑکی کو کھلا رہنے دے

عنایتوں کا کبھی وحشتوں کا قائل ہوں
محبتوں میں بڑی شدتوں کا قائل ہوں

!زمین شہر بھلے مجھ پہ تنگ کر و لیکن
تمہیں خبر ہے کہ میں ہجرتوں کا قائل ہوں

یہ سوچ کر میرے آنگن میں تم دیا رکھنا
ہوا کا دوست ہوں میں آندھیوں کا قائل ہوں

!ہر ایک موڑ پہ میں دل کی بات سنتا ہوں
میں راہ عشق میں کب مشوروں کا قائل ہوں

کسی بھی شخص کو دشمن میں کہہ نہیں سکتا
میں دشمنی میں بھی چند ضابطوں کا قائل ہوں

اس طرح کے حادثے مجھ کو ستانے لگ گئے

بھول بیٹھا تھا جنہیں وہ یاد آنے لگ گئے

!بس یہ کہنا تھا "مجھے تم سے محبت ہے" مگر

یہ بتانے میں مجھے کتنے زمانے لگ گئے

!کچھ پرانی دوستی کو یاد کِیا میں نے کیا

مسکرائے ہونٹ، آنسو جھلملانے لگ گئے

رت جگے، تیری محبت کی بدولت مل گئے

دیکھ میرے ہاتھ میں کیسے خزانے لگ گئے

ہم نے اکثر اس طرح اپنا اڑایا ہے مذاق

بے بسی حد سے بڑھی تو مسکرانے لگ گئے

کون روکے گیا بکھرنے سے انہیں اب دوستو

آندھیوں کے ہاتھ پھر سے آشیانے لگ گئے

آگ ہیں عمل میرے یا ثواب رہنے دے

حشر میں ہی دیکھیں گے یہ حساب، رہنے دے

!زندگی معلم ہے تجھ کو سب سکھا دے گی

اس کو سیکھ لے، پڑھنا ہر کتاب رہنے دے

وصل کی ہر اک خواہش وصل سے بھی بہتر ہے

سامنے نگاہوں کے یہ سراب رہنے دے

یہ نا ہو کہیں تجھ کو لاجواب کر دوں میں

کچھ سوال رہنے دے، کچھ جواب رہنے دے

عشق کی مسافت میں، پیار میں، محبت میں

کیا کسی نے پایا ہے، یہ حساب رہنے دے

غم کو غم سے بہلانا آکے سیکھ لے ہم سے

آنسوؤں کو پی لے تو اور شراب رہنے دے

!ہم فقیر لوگوں کا ایک ہی اثاثہ ہے

آنکھ کے کٹورے میں چند خواب رہنے دے

بہت دن سے

مجھے کچھ ان کہے الفاظ نے بے چین کر رکھا ہے

مجھے سونے نہیں دیتے

مجھے ہنسنے نہیں دیتے

مجھے رونے نہیں دیتے

یوں لگتا ہے

کہ جیسے سانس سینے میں کہیں ٹھہری ہوئی ہے

یوں لگتا ہے

کہ جیسے تیز گرمی میں

ذرا سی دیر کو بارش برس کے رک گئی ہے

گھٹن چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے

بہت دن سے

مری آنکھوں میں سپنوں کی

کوئی ڈولی نہیں اُتری

بہت دن سے

خیالوں میں، دبے پاؤں

کوئی اپنا نہیں آیا

بہت دن سے

وہ سب جذبے

جو میری شاعری کے موسموں میں رنگ بھرتے تھے

کہیں سوئے ہوئے ہیں

مرے الفاظ بھی کھوئے ہوئے ہیں

میں اُن کو ڈھونڈنے

اِس زندگی کے دشت میں نکلا تو ہوں لیکن

مجھے معلوم ہے، جذبے

اگر اک بار کھو جائیں

تو پھر واپس نہیں ملتے

مجھے معلوم ہے پھر بھی

ابھی اک آس باقی ہے

میں اب اُس آس کی انگلی پکڑ کر

چل رہا ہوں

بظاہر شبنمی ٹھنڈک مجھے گھیرے ہوئے ہے

مگر میں جل رہا ہوں

میں اب تک چل رہا ہوں

اک تمہارے پیار نے جادو یہ کیسا کر دیا

چار سُو میرے اجالا ہی اجالا کر دیا

کون کہتا ہے محبت نام ہے رسوائی کا

کب سُنا ہے پھول کو شبنم نے میلا کر دیا

ڈھونڈتا پھرتا ہے اب وہ دوستوں کو ہر طرف

دوستی کے شوق نے اس کو اکیلا کر دیا

چیخ سُن کر بھی کسی نے مڑ کے دیکھا ہی نہیں

بے حسی نے شہر کے لوگوں کو بہرہ کر دیا

بارشوں میں بھیگ کر سب پیڑ اجلے ہو گئے

رات بھر رونے نے کچھ مجھ کو بھی ہلکا کر دیا

روز ملتا تھا میں تم سے، روز ہوتا تھا جدا

اس طرح کے حادثوں نے زخم گہرا کر دیا

پیاس کے عالم میں کیا بولوں مجھ کو کیسا لگتا ہے

اک قطرہ بھی اُس دم عاطف، دریا جیسا لگتا ہے

سوکھے پتوں کی آہٹ اب بھی مجھ کو چونکاتی ہے

یاد ہے مجھ کو ان پر چلنا تم کو اچھا لگتا ہے

میں تو اپنے آپ کو اکثر یہ سمجھاتا رہتا ہوں

تُو سب کچھ ہے پھر بھی آخر تُو میرا کیا لگتا ہے

اتنی مدت سے آنکھوں میں خواب نہیں اترا کوئی

کہ اب سپنا بھی دیکھوں تو مجھ کو سپنا لگتا ہے

تم کیا میرے پیار کی شدت پیمانوں سے ناپو گے

پیار میں جتنا بھی کرتا ہوں، مجھ کو تھوڑا لگتا ہے

ہونٹوں کی مُسکان سے تُو نے درد چھپایا ہے لیکن
آنکھوں کی سرخی سے تُو بھی دل سے رویا لگتا ہے

اپنی آنکھوں میں خوابوں کو لوگ سجائے بیٹھے ہیں
خوابوں کا سوداگر پھر سے شہر میں آیا لگتا ہے

دل کے بہلانے کو سب سے کہتا ہوں، تنہا خوش ہوں
سچ پوچھو تو تنہا رہنا کس کو اچھا لگتا ہے

پلکوں کی باڑھوں پہ جو تم اشک سجائے بیٹھے ہو
دل میں یادوں کا پھر کوئی جھونکا آیا لگتا ہے

جیسے بھیڑ میں بچہ کوئی گم ہو جاتا ہے عاطف
تم جب ساتھ نہیں ہوتے ہو، مجھ کو ایسا لگتا ہے

تضاد

مجھے اکثر یہ کہتی تھی

کہ اتنی بار کہتے ہو،

"مجھے تم سے محبت ہے"

کہ اب سنتی ہوں یہ تم سے

تو دل پاگل نہیں ہوتا

مگر جب آج دانستہ،

اُسے میں نے نہیں بولا

"مجھے تم سے محبت ہے"

تو اُس کی آنکھ بھر آئی

## تری آنکھوں سی آنکھیں

آج اک چہرے پہ دیکھی ہیں

وہی رنگت، بناوٹ

اور ویسی بے رخی اُن میں

بچھڑتے وقت جو میں نے

تری آنکھوں میں دیکھی تھی

تری آنکھوں سی آنکھوں نے

مجھے اک پل کو دیکھا تھا

وہ پل اک عام سا پل تھا

مگر اس عام سے پل میں

پرانے کتنے موسم، کتنے منظر میں نے دیکھے تھے

!مری جاں! میں سمجھتا تھا

تری آنکھوں سی انکھیں جب

مری آنکھوں کو دیکھیں گی

تو اک لمحے کو سوچیں گی

کہ ان انکھوں کو پہلے بھی

کسی چہرے پہ دیکھا ہے

مگر اُن جھیل آنکھوں میں

شناسائی نہیں جاگی

...........................................................................................................

"کچھ دیر پہلے نیند سے"

کل رات جانے کیا ہوا

کچھ دیر پہلے نیند سے

کچھ اشک ملنے آگئے

کچھ خواب بھی ٹوٹے ہوئے

کچھ لوگ بھی بھولے ہوئے

کچھ راستہ بھٹکی ہوئیں

کچھ گرد میں لپٹی ہوئیں

کچھ بے طرح پھیلی ہوئیں

کچھ خول میں سمٹی ہوئیں

بے ربط سی سوچیں کئی

بھولی ہوئی باتیں کئی

اک شخص کی یادیں کئی

!پھر دیر تک جاگا رہا

سوچوں میں گم بیٹھا رہا

انگلی سے ٹھنڈے فرش پر

اک نام بس لکھتا رہا

کل رات بھی وہ رات تھی

کچھ دیر پہلے نیند سے

میں دیر تک روتا رہا

---

مجھے خود سے مکرنا پڑ گیا ہے

ترے سانچے میں ڈھلنا پڑ گیا ہے

یہ آنکھیں اس لیے خوں رنگ ہوئی ہیں

مجھے آنسو نگلنا پڑ گیا ہے

اُسے بھی چاہیے میرا سہارا

اسی خاطر سنبھلنا پڑ گیا ہے

تمہارے ساتھ چلنے کی طلب میں

یہ کن رستوں پہ چلنا پڑ گیا ہے

تمہیں تبدیل کرنا چاہتا تھا

مگر خود کو بدلنا پڑ گیا ہے

..........................................................................................

## عجب پاگل سی لڑکی ہے

عجب پاگل سی لڑکی ہے

مجھے ہر خط میں لکھتی ہے

مجھے تم یاد کرتے ہو؟ تمھیں میں یاد آتی ہوں؟

مری باتیں ستاتی ہیں

مری نیندیں جگاتی ہیں

مری آنکھیں رلاتی ہیں

دسمبر کی سنہری دھوپ میں اب بھی ٹہلتے ہو

کسی خاموش رستے سے کوئی آواز آتی ہے؟

ٹھٹھرتی سرد راتوں میں تم اب بھی چھت پہ جاتے ہو

فلک کے سب ستاروں کو مری باتیں سناتے ہو

کتابوں سے تمھارے عشق میں کوئی کمی آئی

یا میری یاد کی شدت سے آنکھوں میں نمی آئی

عجب پاگل سی لڑکی ہے

مجھے ہر خط میں لکھتی ہے

جواباً اُس کو لکھتا ہوں

مری مصروفیت دیکھو

سحر سے شام آفس میں چراغ عمر جلتا ہے

پھر اس کے بعد دنیا کی کئی مجبوریاں پاؤں میں بیڑی ڈال رکھتی ہیں

مجھے بے فکر، چاہت سے بھرے سپنے نہیں دکھتے

ٹہلنے، جاگنے، رونے کی فرصت ہی نہیں ملتی

ستاروں سے ملے عرصہ ہوا، ناراض ہوں شاید

کتابوں سے شغف میرا ابھی ویسے ہی قائم ہے

بس اب اتنا ہوا ہے میں انھیں عرصہ میں پڑھتا ہوں

تمھیں کس نے کہا پگلی تمھیں میں یاد کرتا ہوں؟

کہ میں خود کو بھلانے کی مسلسل جستجو میں ہوں

تمھیں نہ یاد آنے کی مسلسل جستجو میں ہوں

مگر یہ جستجو میری بہت ناکام رہتی ہے

مرے دن رات میں اب بھی تمھاری شام رہتی ہے

مرے لفظوں کی ہر مالا تمھارے نام رہتی ہے

تمھیں کس نے کہا پگلی مجھے تم یاد آتی ہو؟

پرانی بات ہو جو لوگ اکثر گنگناتے ہیں

انھیں ہم یاد کرتے ہیں جنھیں ہم بھول جاتے ہیں

عجب پاگل سی لڑکی ہو

مری مصروفیت دیکھو

!تمھیں دل سے بھلاؤں تو تمھاری یاد آئے نا

تمھیں دل سے بھلانے کی مجھے فرصت نہیں ملتی

اور اس مصروف جیون میں

تمھارے خط کا اک جملہ

تمھیں میں یاد آتی ہوں

مری چاہت کی شدت میں کمی ہونے نہیں دیتا

بہت راتیں جگاتا ہے، مجھے سونے نہیں دیتا

!سو اگلی بار اپنے خط میں یہ جملہ نہیں لکھنا

عجب پاگل سی لڑکی ہے، مجھے پھر بھی یہ کہتی ہے
مجھے تم یاد کرتے ہو؟ تمھیں میں یاد آتی ہوں؟

---

## وعدہ

مرا وعدہ یہ ہے تم سے
تمہیں اتنا میں چاہوں گا
کہ دنیا میں کہیں پر بھی
محبت کے حوالے سے
کبھی جو بات نکلے گی
ہمارا نام آئے گا

---

ایسا بھی تو ہو سکتا ہے

خواب سجانے والی آنکھیں

پل بھر میں بنجر ہو جائیں

رستہ تکتے تکتے تھک کر

امیدیں پتھر ہو جائیں

لب پر اگ آئے خاموشی

اور سینے میں حشر بپا ہو

لفظوں کی مالا کا دھاگا

بیچ سے جیسے ٹوٹ گیا ہو

بھولی بسی ساری باتیں

میں بھی شاید یاد بنا لوں

بھول کے اپنے دکھڑے سارے

ہونٹوں پہ مسکان سجا لوں

تم ڈھونڈو پھر مجھ میں مجھ کو

اور میں خود میں گم ہو جاؤں

ایسا بھی تو ہو سکتا ہے

میں بھی اک دن تم ہو جاؤں

## آج پھر شام ڈھلے

پھر وہی درد سا جاگا ہے رگوں میں میری

پھر وہی آہ سی نکلی ہے مرے سینے سے

پھر وہی خواب سے ٹوٹے ہیں مری آنکھوں میں

پھر وہی درد کی تلخی ہے مری باتوں میں

پھر وہی اشک سے ٹھہرے ہیں مری پلکوں پر

پھر وہی رات سی جیون میں اتر آئی ہے

پھر وہی آخری منظر ہے مری آنکھوں میں

آج پھر شام ڈھلے تم مجھے یاد آئی ہو

.................................................................................

## مجھے اک نظم لکھنی ہے

مجھے اک نظم لکھنی ہے

کہیں سے لفظ مل جائیں

میں بے بس ہوں

کوئی تشبیہ نہ کوئی استعارہ ٹھیک لگتا ہے

کہاں سے لفظ وہ لاؤں جو دل کا حال کہہ پائیں

مجھے کتنی محبت ہے

مجھے کتنی عقیدت ہے

مجھے کتنی ضرورت ہے

میں بتلادوں انہیں سب کچھ کہیں سے لفظ مل جائیں

مجھے ماں کی دعا سے جو ہوائے خلد آتی ہے

اسے کیسے میں لکھوں گا؟

مرے ابو کی شفقت جو مجھے جینا سکھاتی ہے

اسے کیسے میں لکھوں گا؟

میں بے بس ہوں

کہاں سے لفظ وہ لاؤں جو دل کا حال کہہ پائیں

میں ایسے لفظ ڈھونڈوں گا

جنہیں لکھوں تو کاغذ پر دیے سے جگمگا اٹھیں

جنہیں سوچوں تو ذہن ودل کا ہر گوشہ مہک جائے

جنہیں ہونٹوں پہ لاؤں تو دعا کے پھول کھل جائیں

کہیں سے لفظ مل جائیں

دھنک اوڑھے ہوئے کچھ لفظ مجھ کو ڈھونڈنے ہوں گے

کہ جن سے نظم لکھنی ہے،

انہیں سب کچھ بتانا ہے

مجھے کتنی محبت ہے

مجھے کتنی عقیدت ہے

مجھے کتنی ضرورت ہے

---

بدل گئی ہے زندگی اب، سبھی نظارے بدل گئے ہیں

کہیں پہ موجیں بدل گئی ہیں، کہیں کنارے بدل گئے ہیں

بدل گیا ہے اب اس کا لہجہ، اب اس کی آنکھیں بدل گئی ہیں

وہ چاند چہرہ ہے اب بھی ویسا، مرے ستارے بدل گئے ہیں

ملا ہوں تم سے تو یوں لگا ہے کہ جیسے دونوں ہی اجنبی ہیں

کبھی جو مجھ کو عزیزِ جاں تھے، وہ طور سارے بدل گئے ہیں

کہیں پہ بدلا ہے کہنے والا، کہیں پہ سامع بدل گیا ہے

کہیں پہ آنکھیں بدل گئی ہیں، کہیں نظارے بدل گئے ہیں

اس لئے بھی میں سر جُھکا کر، تمہاری نگری سے چل پڑا ہوں

تھا ناز جن پر کبھی مجھے بھی، وہ سب سہارے بدل گئے ہیں

---

تمہیں کیوں اتنی جلدی تھی؟

مرے ہمدم، مرے ساتھی

تمہیں تو یاد ہی ہو گا

وہ دن کیا خاص تھا جب تم مرے جیون آئی تھیں

مری بے رنگ دنیا کو تمہاری مسکراہٹ نے ہزاروں رنگ بخشے تھے

اسے کیسے سجایا تھا تمہیں تو یاد ہی ہو گا

تمہیں میں نے بتایا تھا

کہ میں خوابوں میں رہتا ہوں مگر تم اک حقیقت ہو

محبت ہی محبت ہو

پھر اس کے بعد جیون کے سبھی موسم، سبھی منظر تمہاری آنکھ سے دیکھے

تمہارے ساتھ جو گذرے وہی پل زندگی ٹھہرے

تمہیں تو یاد ہی ہو گا، مجھے کب یاد رہتا تھا

مجھے کیا کام کرنے ہیں

مجھے کس کس سے ملنا ہے

کہاں جانا ضروری ہے

خفا کوئی ہے کیوں مجھ سے

کسے جا کر منانا ہے

مجھے کب یاد رہتا تھا

مرا معمول تو تم تھیں

تمہی سب یاد رکھتی تھیں

میں اپنے دل کی سب باتیں فقط تم سے ہی کرتا تھا

تمہاری بھی یہ عادت تھی

تمہیں تو یاد ہی ہو گا میں اکثر تم سے کہتا تھا

ابھی اس زندگی کے ساتھ کتنے روگ لپٹے ہیں

مجھے تم سے محبت کی ذرا فرصت نہیں ملتی

ذرا وہ وقت آنے دو، ذرا فرصت ملے مجھ کو

بٹھا کر سامنے تم کو تمہیں جی بھر کے دیکھوں گا

بتاؤں گا مجھے تم سے محبت سی محبت ہے

مجھے اس دم ملی فرصت

کہ جب یہ بات سننے کو نہیں تم سامنے میرے

مری جاں تم وہاں پر ہو جہاں سے لوٹ کر واپس کبھی کوئی نہیں آتا

تمہیں کیوں اتنی جلدی تھی؟

مرا اقرار سن لیتیں، مرا اظہار سن لیتیں

کہ اب فرصت ہی فرصت ہے

کہ اب معمول میں میرے فقط تم سے محبت ہے

مگر یہ بھی حقیقت ہے

کہ میں تاخیر سے پہنچا، تمہیں جانے کی جلدی تھی

..........................................................................................

وہ شخص مجھ کو جیت کے ہارا ہے اور بس

اتنا ہی زندگی کا خسارہ ہے اور بس

کیسے کہوں کہ اُس کا ارادہ بدل گیا

سچ تو یہی ہے اُس نے پکارا ہے اور بس

دنیا کو اِس میں درد کی شدت کہاں ملے

آنکھوں سے ٹوٹتا ہوا تارا ہے اور بس

لفظوں میں دردِ ہجر کو محسوس کر کے دیکھ

کہنے کو میں نے وقت گزارا ہے اور بس

اب ان میں کوئی خواب سجانے نہیں مجھے

آنکھوں کو انتظار تمہارا ہے اور بس

میں نے کہا کہ خواب میں دیکھی ہیں بارشیں

اس نے کہا کہ ایک اشارہ ہے اور بس

..............................................................................................................

**Diferrence**

بچھڑنے اور جدائی میں ذرا سا فرق ہوتا ہے

جدا ہو کر کسی سے پھر کبھی کوئی نہیں ملتا

بچھڑ جائیں تو ملنے کا کوئی امکان رہتا ہے

جدا ہو کر کسی کی یاد دل میں رہ نہیں سکتی

بچھڑ جائیں تو دل میں اک دیا جلتا ہی رہتا ہے

جدا ہو کر کسی کا پیار دل میں رہ نہیں سکتا

بچھڑ جائیں تو دل میں بس اُسی کا پیار رہتا ہے

تو پھر اے ہم سخن میرے، تو میرا فیصلہ سن لے

مجھے تم سے بچھڑنا ہے، جدا تم سے نہیں ہونا

................................................................................................................

## محبت کی ایک نظم

جان جاں کچھ کہو

خامشی کی زباں سنتے سنتے مرے کان تھکنے لگے

جانتا ہوں محبت میں اظہار کب کھوکھلے حرف و معنی کا محتاج ہے

مانتا ہوں محبت وہ احساس ہے

جس میں خاموشیاں بات کرنے لگیں

نت نئے خواب آنکھوں میں سجنے لگیں

روح سننے لگے دھڑکنوں کی زباں

پھر بھی اب جان جاں

خامشی کی زباں سنتے سنتے مرے کان تھکنے لگے

کچھ کہو

شر مگیں مسکراہٹ میں لپٹی ہوئی ہجر کی داستاں

وسوسوں میں گھرا، آنسوؤں سے لکھا دھڑکنوں کا بیاں

اپنے جذبوں کو لفظوں کی پوشاک دو

ٹوٹا پھوٹا سہی، الجھا الجھا سہی

کوئی اظہار ہو

کیونکہ اب جانِ جاں

خامشی کی زباں سنتے سنتے مرے کان تھکنے لگے

..........................................................................................

ہاتھ ہاتھوں میں جب تمہارا تھا

خواب وہ زندگی سے پیارا تھا

میں نے دیکھے تھے خواب میں آنسو

یہ بھی شاید کوئی اشارہ تھا

جو ابھی آسماں سے ٹوٹا ہے

وہ مرے بخت کا ستارہ تھا

تم مجھے غیر ہی سمجھ لیتے

مجھ کو یہ بھی ستم گوارا تھا

اک قدم بھی بڑھا نہیں کوئی

میں نے کس آس سے پکارا تھا

ڈر رہا تھا جو بھیڑ سے عاطف

اس کو تنہائیوں نے مارا تھا

---

عشق کوہ گراں ہے لگتا ہے

یہ حقیقت گماں ہے لگتا ہے

وصل لمحوں میں سوچ اُگتی ہے

ہجر بھی درمیاں ہے لگتا ہے

مِل گئے ہم دو چاہنے والے

یہ کوئی داستاں ہے لگتا ہے

ایسی تازہ نشانیاں ہیں تری
تو ابھی تک یہاں ہے، لگتا ہے

آگ اندر کہیں پہ سُلگے تو
چار جانب دُھواں ہے لگتا ہے

تو جو بُھولی نہیں مُجھے اب تک
کوئی مُجھ سا وہاں ہے، لگتا ہے

آ گئی ہے گھڑی بچھڑنے کی
ایسا سوچا کہاں ہے لگتا ہے

جھلملانے لگی ہیں جو آنکھیں
کُچھ تو دل میں نہاں ہے لگتا ہے

سب سے کہتا ہے حال اِس دل کا
میرا چہرہ زباں ہے لگتا ہے

## خوشی کو بانٹنے والو

مرے ہمراہ چلتے ہو

میں ہنستا ہوں تو ہنستے ہو

سبھی کو یہ بتاتے ہو

کہ تم مجھ کو سمجھتے ہو

خوشی کے سب زمانے تو

اکٹھے ہم نے دیکھے ہیں

مگر غم کی سیہ راتیں

جو مجھ کو گھیر لیتی ہیں

میں تم کو ڈھونڈتا ہوں تب

کہ شاید روشنی بن کر

سیہ راتوں کو تم دن میں

بدلنے کو چلے آؤ

مگر ایسا نہیں ہوتا

سیہ راتوں کے چنگل سے

چھڑانے تم نہیں آتے

تمہیں اتنا ہی کہنا ہے
میں ہنستا ہوں تو ہنستے ہو
کبھی روتا ہوا دیکھو
تو میرے اشک بھی پونچھو
خوشی کو بانٹنے والو!
کبھی غم بانٹنے آو

---

وہی ایک چہرہ (گیت)

تمہاری ہنسی کے گلابوں میں دیکھا وہی ایک چہرہ
سوالوں میں دیکھا، جوابوں میں دیکھا، وہی ایک چہرہ

وہی آرزو تھی کہ پانی پہ رکھ کے قدم میں چلوں گی
وہی جستجو تھی کہ میں اڑ سکی تو گگن چھُو سکوں گی
کہوں کیا کہ کتنے حجابوں میں دیکھا وہی ایک چہرہ

وہی شوخیاں جن سے لپٹی ہوئی زندگی مسکرائے
وہی کھنکھاتا سا لہجہ کہ دل میں محبت جگائے

مجھے یوں لگا جیسے خوابوں میں دیکھا وہی ایک چہرہ

وہی خواب زاروں کی باتیں، وہی چاند تاروں کے قصے
وہی تتلیوں، جگنوؤں کی کتھا، آبشاروں کے قصے
انہی بارشوں میں سحابوں میں دیکھا وہی ایک چہرہ

تمہاری نگاہوں میں لکھی اداسی کی تحریر دیکھی
دھنک مسکراہٹ سے لپٹی وہی غم کی تصویر دیکھی
جدائی کے کتنے عذابوں میں دیکھا وہی ایک چہرہ

تمہاری ہنسی کے گلابوں میں دیکھا وہی ایک چہرہ
سوالوں میں دیکھا جوابوں میں دیکھا وہی ایک چہرہ

ماں کی ممتا، چھاؤں گھنیری، ٹھاٹھیں مارتی رحمت
ماں اک ایسی ہستی جس کے پاؤں تلے ہے جنت

ماں کی نظر میں چمکے ہر دم چاہت کا اک نور

خوش قسمت انسان وہی ہے, ملی یہ جس کو راحت

ماں کی دعا سے ٹل جائے ہر ایک بلائے جان
ہاتھ دعا کو اٹھ جائیں تو مٹ جائے ہر وحشت

دنیا بھر کی خوشیوں سے بھر جائے اس کا دامن
جس نے دل سے کی ہو اپنی پیاری ماں کی خدمت

ماں زندہ تو قدم قدم پر اس کی دعائیں ساتھ
اس کے دم سے گھر کے کونے کونے میں اک برکت

بعد خدا کے ہستی یہ وہ جو ٹھہری رحمٰن
انسانی رشتوں میں سب سے بڑھ کر ماں کی عظمت

ماں کا سایہ رہے سلامت مجھ پر اے عاطف
روز نظر یہ دیکھنا چاہے ماں کی پیاری صورت

..........................................................................................

## سوداگر

میں سوداگر سپنے لے کر آیا ہوں
خواب نگر سے تحفے لے کر آیا ہوں

دیکھو میری ان آنکھوں میں
کیسے کیسے خواب سجے ہیں
کچھ خوشبو سے مہک رہے ہیں
کچھ اشکوں سے بھیگ رہے ہیں
کچھ نے تھک کر موند لیں آنکھیں
اور کچھ اب تک جاگ رہے ہیں
کچھ پر میرا نام لکھا ہے
کچھ ویسے بے نام پڑے ہیں
کچھ کو میں نے آپ سجایا
اور کچھ خود ہی آن سجے ہیں
کچھ نے پالی ہیں تعبیریں
اور کچھ رستہ دیکھ رہے ہیں

اودے، سرخ، ہرے اور نیلے
ہر اک رنگ کے خواب پڑے ہیں

دیکھو میری ان آنکھوں میں
کیسے کیسے خواب سجے ہیں
خواب نگر سے کتنے سپنے
میں سوداگر لے آیا ہوں
آؤ دیکھو، سستے داموں
ہر اک رنگ کے خواب خریدو
اپنی بجھتی آنکھیں دے کر
روشن مہکے خواب خریدو
جیسے جیسے دل کہتا ہے
ویسے ویسے خواب خریدو
اپنے جلتے سپنے دے کر
مجھ سے میرے خواب خریدو
خوابوں کی اس ڈھیری میں سے
اچھے اچھے سپنے چن لو

کچھ پل اپنی خاطر بُن لو
خواب نگر کا یہ سوداگر
سارے سپنے دے جائے گا
بجھتی آنکھیں لے جائے گا

## معجزہ

مجھے معجزوں پر یقیں تو نہیں تھا
مگر پھر بھی آنکھوں میں سپنے سجائے
تری راہگذر سے
میں دن میں کئی بار یونہی گذرتا
کہ شاید کبھی آمنا سامنا ہو
تُو بس ایک لمحے کو تو مجھ کو دیکھے
میں اس ایک لمحے میں جیون بِتا لوں

---

## بچھڑتے وقت اک خیال

آج بھی ویسا ہی موسم ہے
آج بھی ویسے ہی بادل ہیں
آج بھی ویسی ہی بارش ہے
جب ہم پہلی بار ملے تھے
یاد ہے، ہم نے یہ سوچا تھا!
ہم کو ملتے دیکھ کے موسم
اتنا خوش ہے، اتنا خوش کہ
اس کی آنکھیں بھیگ گئی ہیں
آج مگر ہم جان گئے ہیں
موسم اس دن کیوں رویا تھا!!

---

جیون کے اندھیاروں میں

جیون کے اندھیاروں میں
تری پریت ترا انتظار
اندھیارے میں ہے دیپ
اِسی دیپ کی لو میں دیکھوں
تری یاد کی سندر صورت

ایک یاد سے کئی یادیں
جیسے جلے دیپ سے دیپ
ادھوری کوششیں

تمھیں دل سے بھلانے کی
شعوری کوششیں کر کے
تمھیں نہ یاد کرنے کی
ضروری کوششیں کر کے
میں خود ہی تھک گیا ہوں اب
ادھوری کوششیں کر کے

---

ک تمہارے پیار نے جادو یہ کیسا کر دیا
چار سُو میرے اجالا ہی اجالا کر دیا

کون کہتا ہے محبت نام ہے رسوائی کا
کب سُنا ہے پھول کو شبنم نے میلا کر دیا

ڈھونڈتا پھرتا ہے اب وہ دوستوں کو ہر طرف

دوستی کے شوق نے اس کو اکیلا کر دیا

چیخ سُن کر بھی کسی نے مڑ کے دیکھا ہی نہیں
بے حسی نے شہر کے لوگوں کو بہرہ کر دیا

بارشوں میں بھیگ کر سب پیڑ اجلے ہو گئے
رات بھر رونے نے کچھ مجھ کو بھی ہلکا کر دیا

روز ملتا تھا میں تم سے، روز ہوتا تھا جدا
اس طرح کے حادثوں نے زخم گہرا کر دیا

---

اجنبیت بھی ایک رشتہ ہے
درد ہی درد کو سمجھتا ہے

میں بھی تیار ہوں سزا کے لیے
خواب میں نے بھی ایک دیکھا ہے

میں تو جس راستے پہ چلتا ہوں
وہ تری سمت جا نکلتا ہے

تُو بھی دنیا کا فرد ہی نکلا
تُو بھی مجھ کو کہاں سمجھتا ہے

دیکھ آنکھیں چمک رہی ہیں مری
دیکھ اک شعر مجھ پہ اترا ہے

آج پھر رہ گیا ہوں میں تنہا
آج پھر میں نے تجھ کو سوچا ہے

اے غمِ یار بخش دے مجھ کو
کیوں مجھے تُو اداس کرتا ہے

اتنا ویران، اس قدر خاموش
میرا چہرہ ہے یہ کہ صحرا ہے

"مجھے لکھنے کی خواہش ہے"

مجھے لکھنے کی خواہش ہے

مگر لکھا نہیں جاتا!

مرے الفاظ دل کی آہنی دیوار سے سر پھوڑتے ہیں

اور انہیں اظہار کا

رستہ نہیں ملتا

مری آنکھیں!

جنہیں دل میں چھپے جذبات کو اشکوں کی بولی میں

بتادینے پہ قدرت تھی

وہ اب کچھ بھی نہیں کہتیں

مرے یہ لب!

مرے جذبات کو!

الفاظ کی پوشاک دیتے تھے

وہ لب سل سے گئے ہیں

مری یہ انگلیاں!

جو آڑھی ترچھی چند لکیروں سے

مرے جذبات کو اظہار کا رستہ دکھاتی تھیں

وہ اب کچھ بھی نہیں لکھتیں

مری آنکھیں، یہ لب، یہ انگلیاں

مجھ سے یہ کہتے ہیں

کہ اب جذبات کو اظہار کا رستہ نہیں دینا

کہ یہ منہ زور ہوتے ہیں

فقط رستے کے ملنے سے!

انہیں منزل تلک جانے کی حاجت ہی نہیں رہتی

نئی راہیں بناتے ہیں

نئے راستوں پہ جاتے ہیں

مگر پھر واپسی کے سب نشاں یہ بھول جاتے ہیں

انہیں رستہ نہیں دینا

انہیں تم دل میں رہنے دو

انہیں رستہ نہیں دینا

وگرنہ خوں رُلائیں گے

مجھے لکھنے کی خواہش ہے

مگر لکھا نہیں جاتا!

---

بے بسی

کس قدر بے بسی تھی لہجے میں

تو نے جب مجھ سے کہا تھا اک دن

"میں تمہیں سوچتی کیوں رہتی ہوں"

بے بسی پر ایک اور نظم

عجیب سی بے بسی ہے یہ

تمہیں کہہ بھی نہیں سکتا

"مجھے تم سے محبت ہے"

---

خود کو تجھ پہ میں وار دیتا ہوں

تیرا صدقہ اُتار دیتا ہوں!

جیسے کچھ بھی نہیں ہے کرنے کو!

وقت ایسے گزار دیتا ہوں

تم ستاروں کو توڑ سکتی ہو!

میں تمہیں اعتبار دیتا ہوں

دکھ مسلسل ہیں، اِن میں خوشیوں کو

چند لمحے ادھار دیتا ہوں

---

آج تک میں نہیں سمجھا تیری دنیا کیا ہے

اے خدا تو ہی بتا دے یہ تماشا کیا ہے

یہ سنا ہے لکیروں کی زباں ہوتی ہے!

بول دیتی ہیں کہ اِس ہاتھ میں لکھا کیا ہے

آج تک میں نہیں سمجھا تیری بے چینی کو

اے مرے دل! یہ بتا دے تری منشا کیا ہے

بندگی اور عبادت میں یہ دل جھکتا ہے!

جس میں یہ دل نہ جھکے، بول وہ سجدہ کیا ہے

تو نے سب کچھ ہی مرا چھین لیا ہے مجھ سے!

زندگی! اور بتا تیرا تقاضا کیا ہے!

---

"ابھی اک موڑ آیا ہے"

ابھی اک موڑ آیا ہے

ابھی منزل نہیں آئی

ابھی اپنے دیے سے

اور کتنے ہی دیے مجھ کو جلانے ہیں

ابھی تو اِس سفر میں

اور کتنے موڑ آنے ہیں

ابھی میں تازہ دم ہوں

ابھی سینے میں جلتا وہ دیا

ویسے ہی روشن ہے

ابھی ظلمت کدے میں

اپنے حصے کی شمعیں مجھ کو جلانی ہیں

کہ یوں بھی روشنی تقسیم کرنے کے سفر میں

منزلوں کی قید کیا ہوگی

پرانے ساتھیوں کو چھوڑنے کا

غم تو ہے دل میں!

کہ جن کے ساتھ چلنے سے

سفر نے اپنی ساری مشکلیں خود ہی سمیٹی تھیں

نئے رستوں پہ اُن کی یاد میری ہمسفر ہوگی

پرانے ساتھیوں کو چھوڑنے کا غم تو ہے دل میں

مگر مجھ کو ابھی تو

روشنی تقسیم کرنی ہے

ابھی تو موڑ آیا ہے

ابھی منزل نہیں آئی

---

جیت

تم سے ملنے کا وعدہ تھا

جی کرتا تھا

جیسے مجھ کو تڑپاتی ہو

ویسے ہی تم کو تڑپاؤں

تم سے آج نہ ملنے جاؤں

لیکن آج بھی دیکھو جاناں!

میری محبت، میری ضد سے

جیت گئی ہے

---

محبت کی طبیعت میں اگرچہ غم نہیں ہوتا

مگر خدشہ جدائی کا غموں سے کم نہیں ہوتا

کوئی جگنو، کوئی تارا کہیں سے ڈھونڈ کر لاؤ!
گھروں کو پھونک دینے سے اندھیرا کم نہیں ہوتا

محبت کرنے والے تو ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں
محبت میں جدائی کا کوئی موسم نہیں ہوتا

مجھے تم چھوڑ کر خود بھی ساری عمر تڑپے ہو
کوئی ایسی سزا دیتے تمہیں تو غم نہیں ہوتا

زمیں والوں سے یہ کہہ کر فلک سے ڈھل گیا سورج
اُجالا بانٹ دینے سے اُجالا کم نہیں ہوتا

---

زمانے سے جدا لگنے لگا ہے
وہ کتنا باوفا لگنے لگا ہے!

یہ کیسے دور میں ہم جی رہے ہیں

بشر بھی اب خدا لگنے لگا ہے

مجھے تاریکیوں نے ڈس لیا ہے

مجھے جگنو دیا لگنے لگا ہے

عجب سی پیاس ٹھہری ہے لبوں پر

سمندر بھی ذرا لگنے لگا ہے

دکھی لوگوں کے آنسو پونچھتا ہے

وہ کتنا پارسا لگنے لگا ہے

یوں اپنے شہر میں گم ہو گیا ہوں

کہ ہر رستہ نیا لگنے لگا ہے

.....................................................................................

کون کہتا ہے محبت نام ہے رسوائی کا!
کب سنا ہے پھول کو شبنم نے میلا کر دیا!

ڈھونڈتا پھرتا ہے اب وہ دوستوں کو ہر طرف
دوستی کے شوق نے اُس کو اکیلا کر دیا

!

چیخ سن کر بھی کسی نے مڑ کے دیکھا ہی نہیں
بے حسی نے شہر کے لوگوں کو بہرہ کر دیا

بارشوں میں بھیگ کر سب پیڑ اُجلے ہو گئے
رات بھر رونے نے کچھ مجھ کو بھی ہلکا کر دیا

روز ملتا تھا میں تم سے, روز ہوتا تھا جدا
اس طرح کے حادثوں نے زخم گہرا کر دیا

..........

"خود فریبی"

ابھی تک تو ہم خود فریبی کی دھند میں

یوں ہاتھوں کو تھامے

جدائی کے خدشوں کو دل سے نکالے

چلے جا رہے ہیں

مگر دھند چھٹے گی

تو معلوم ہو گا

کہ ہم اس سفر میں اکیلے نہیں ہیں

جدائی ہمیشہ سے تھی ساتھ اپنے

---

تین شعر

جب خزاں نے سب درختوں کو اکیلا کر دیا

ایک پنچھی دکھ میں ڈوبا ٹہنیاں گنتا رہا

ریت پر لکھے ہوئے وہ نام کب کے مٹ گئے

وہ مگر ساحل پہ بیٹھا سیپیاں گنتا رہا

جب تلاشِ رزق نے چلنے کی طاقت چھین لی

بیٹھ کر فٹ پاتھ پر وہ گاڑیاں گنتا رہا

..................................................................................

## محبت کی ایک نظم

چھپانا راز اس دل کے

اگر تم چھوڑ دو جاناں

تمہیں مجھ سے محبت ہے

اگر تم بول دو جاناں

تو جیون کے سفر میں

راستہ آسان ہو جائے

ہمارے پاس بھی جینے کا کچھ سامان ہو جائے

وگرنہ ہم

تمہارے دل کے دروازے کے باہر

آس میں بیٹھے رہیں گے

تم کبھی تو بند دروازے کو کھولو گی

مرے شانے پہ سر رکھ کر

کبھی دھیرے سے بولو گی

"مجھے تم سے محبت ہے"

..............................................................

تین شعر

مجھے جو آنکھ سے اوجھل دکھائی دیتا ہے

وہ چپ رہے بھی تو مجھ کو سنائی دیتا ہے

تمہارے پاؤں میں رکھ دی ہے شاعری اپنی

کسی کو کون یوں اپنی کمائی دیتا ہے

کہ جیسے سب سے گنہگار ہے وہ دنیا میں

وہ بات بات پہ اتنی صفائی دیتا ہے

---

"دوریاں مقدر ہیں"

سوگوار لہجے میں

پیڑ خشک پتوں سے

کہہ رہے ہیں پت جھڑ ہے

دوریاں مقدر ہیں

---

## عجب سی یہ محبت ہے

عجب سی یہ محبت ہے

عجب سا ربط ہے ہم میں

نہ اک دوجے کو دیکھا ہے

نہ اک دوجے کی آوازوں میں اک دوجے کو ڈھونڈا ہے

تمہیں جو کچھ کہا میں نے، اُسے تم سچ سمجھتی ہو

مجھے جو کچھ کہا تم نے، اُسے میں سچ سمجھتا ہوں

اِسی اک

Chat Window

میں

ہم اِک دوجے کے جیون کے ہر اِک موسم میں رہتے ہیں

عجب سا ربط ہے ہم میں

عجب سی یہ محبت ہے

جسے تصویر اور آواز سے کچھ بھی نہیں لینا

جسے خواہش نہیں کوئی

کِسی کو رُو برُو دیکھیں

کِسی آواز کو پُوجیں

محبت کی شباہت کو

کِسی انمول ساعت کو

کِسی کے عکس میں ڈھونڈیں

عجب سی یہ محبت ہے

کہ جس میں لفظ کہتے ہیں اور آنکھیں کچھ نہیں کہتیں
یہ لفظوں سے بہلتی ہے، یہ اُن میں سانس لیتی ہے
یہ ان بے جان تصویروں میں کتنے رنگ بھرتی ہے

عجب سا ربط ہے ہم میں
عجب سی یہ محبت ہے
جسے آواز اور تصویر سے کچھ بھی نہیں لینا
کہ جو لفظوں کی خوشبو سے دلوں کو گنگناتی ہے
کہ جو پلکوں پہ چاہت کے ہزاروں خواب لکھتی ہے
تمہارے اور میرے درمیاں جو سانس لیتی ہے
عجب سی وہ محبت ہے

---

## ذرا سی بے سکونی ہے

مجھے اِس زندگانی سے کوئی شکوہ نہیں لیکن
ذرا سی بے سکونی ہے
نجانے کیوں مرے دل میں
عجب اِک خوف رہتا ہے

مجھے محسوس ہوتا ہے

کہ میرے دل کے دروازے پہ

تیری یاد کی دستک میں وہ شدت نہیں باقی

بہت سی خاص باتیں ہیں

جو مجھ کو عام لگتی ہیں

مرے دل میں انہیں سن کر کوئی طوفاں نہیں اٹھتا

تری آنکھیں، ترا چہرہ

تری آواز کی رم جھم

سبھی کچھ خواب لگتا ہے

مجھے محسوس ہوتا ہے

سنہری تتلیوں جیسے

وہ سب خوش رنگ سے سپنے

مرے لفظوں کے پھولوں پر

بہت دن سے نہیں بیٹھے

مجھے محسوس ہوتا ہے

سمے کی تیز لہروں نے

ہمارے ریت کے کچے گھروندے توڑ ڈالے ہیں

مجھے ان تیز لہروں سے

سنہری تتلیوں جیسے

سبھی خوش رنگ سپنوں سے

کوئی شکوہ نہیں لیکن

ذرا سی بے سکونی ہے

مجھے محسوس ہوتا ہے

تمہارے دل کے دروازے پہ میری یاد کی دستک

مری جاں اب نہیں ہوتی

مری جاں اب نہیں ہوتا

کہ میری یاد آئے تو

تمہاری آنکھ بھر آئے

دعائیں مانگتے لمحے

مجھے تم بھول جاتی ہو

مگر پھر بھی مجھے تم سے

کوئی شکوہ نہیں لیکن

عجب سی بے سکونی ہے

عجب اک خوف ہے دل میں

میں تم کو بھول جاؤں گا

---

آئینے سے رہا کرے کوئی

مجھ کو مجھ سے جدا کرے کوئی

بے بسی جان لینے لگتی ہے

جو نہ روئے تو کیا کرے کوئی

شدتِ غم کو جاننے کے لئے

کاش آنکھیں پڑھا کرے کوئی

اب یہ دل ہے کہ میں رہوں خوش اور

میرے غم میں رہا کرے کوئی

میں بھی ٹھہروں کسی کے ہونٹوں پر

میری خاطر دعا کرئے کوئی

روکتی ہے انا یہ کہنے سے
"میرے دکھ کی دوا کرئے کوئی"

بے وفائی کے سرخ موسم میں
کیا کسی سے وفا کرئے کوئی

........................................................................................................

اے میرے کم سخن ساتھی

اے میرے کم سخن ساتھی
مری بنجر سی آنکھوں سے
کوئی دھوکا نہیں کھاؤ
کہ تم کب دیکھ سکتی ہو
مرے دل میں چھپے گھاؤ
اے میرے کم سخن ساتھی!
تمہیں شاید خبر ہوگی

محبت میں جو بہتے ہیں

وہ آنسو خشک ہوتے ہیں

---

اے میری سوچ کی محور، تم اپنے سارے دکھ رو لو

سمجھ لو مجھ کو چارہ گر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

اِسے تم مشورہ سمجھو یا میرا تجربہ سمجھو!

یہ دل ہو جائے گا پتھر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

مجھے خاموش اشکوں سے بہت ہی خوف آتا ہے

نہ رکھو آنکھ یوں بنجر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

تمہیں اس کی خبر ہو گی، یہ اک دن خُوں رلائے گا

بُھلا کر خواب کا پیکر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

مری جاں! یہ نہیں سوچو، سمیٹوں گا اِنہیں کیسے

مرے شانے پہ سَر رکھ کر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

سُنا ہے اُس کی آنکھوں میں تمہارے زخم کھلتے ہیں

تمہیں کہتا ہے جو اکثر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

سُنو! نامہرباں آنکھیں تمہیں ایسے ہی دیکھیں گی
نہیں بدلے گا یہ منظر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

اگر یوں اشک رونے سے انا پر چوٹ پڑتی ہے
ہنسی کی اوڑھ کر چادر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

بتا دینا یہ میرا دل تمہارے غم سے بوجھل ہے
اُسے کہنا یہ نامہ بَر، تم اپنے سارے دکھ رو لو

---

تیرے میرے بیچ زمانہ پڑتا ہے
دل کو کتنی بار بتانا پڑتا ہے

ٹھہر گئی ہے بات مقدر پر آ کر
خود کو یہ اکثر سمجھانا پڑتا ہے

سوچوں کو کب قید کوئی کر پایا ہے
لیکن خود کو تو سمجھانا پڑتا ہے

رستہ ہو دشوار یا راہی انجانے
اِس جیون کا ساتھ نبھانا پڑتا ہے

خاموشی کے ڈسنے کا ڈر ہو جس دم
ایسے میں خود شور مچانا پڑتا ہے

پاس مرے تو صرف تمہاری یادیں ہیں
یادوں سے دل کو بہلانا پڑتا ہے

---

" کتنا بوجھل سا لہجہ تھا"

کتنا بوجھل سا لہجہ تھا
جب تو نے مجھ سے پوچھا تھا
پیار کے بارے میں کچھ بولو
عشق کی ساری رمزیں کھولو
پیار عبادت کیوں ہوتا ہے؟

درد کی کوئی حد ہوتی ہے؟

ہجر قیامت کیوں ہوتا ہے؟

کتنا بوجھل سا لہجہ تھا!

جب تو نے یہ سب پوچھا تھا

اور میں اُس بوجھل لہجے میں

خود کو جلتا دیکھ رہا تھا

---

"ابھی تو رات باقی ہے"

ابھی تارے چمکتے ہیں

ابھی سورج نکلنے میں

ذرا تاخیر باقی ہے

ابھی تیری کہی باتیں!

مری پلکوں پہ بیٹھی ہیں

ابھی منظر جدائی کا

مری آنکھوں میں ٹھہرا ہے

ابھی اک آس کا دیپک

مری آنکھوں میں جلتا ہے

ابھی جو خود سے کہنی ہے
وہ مشکل بات باقی ہے
ابھی کچھ دیر رونا ہے
ابھی تو رات باقی ہے

---

کبھی قیاس، کبھی وہ گمان بدلے گا!
میں جانتا تھا وہ اپنا بیان بدلے گا

مری آنکھوں میں بھی رہنا تجھے قبول نہیں
بتا کہ اور تو کتنے مکان بدلے گا

بس ایک آس پہ جیتا ہوں آج تک مولا
کبھی تو رنگ تیرا آسمان بدلے گا

یہ ممتحن، یہ نتیجہ بدل نہیں سکتا
اے دل فقط یہ ترا امتحان بدلے گا

ابھی تو راہ میں کتنے ہی موڑ آنے ہیں

بتا کہ اور تو کتنے بیان بدلے گا

شکار اس لیے محتاط تھا بہت عاطف

وہ جانتا تھا شکاری مچان بدلے گا

## مجھ کو معلوم نہیں ہجر کے قاتل لمحے

مجھ کو معلوم نہیں ہجر کے قاتل لمحے

تُونے کس آگ میں جل جل کے گزارے ہوں گے

کبھی لفظوں میں تھکن تُونے سمیٹی ہو گی

کبھی کاغذ پہ فقط اشک اتارے ہوں گے

یہ بھی ممکن ہے کہ گزرا ہوا لمحہ لمحہ

جس کو میں آج بھی سینے سے لگا رکھتا ہوں

تیرے نزدیک فقط یاد کی پرچھائی ہو

دور کی جیسے تری اُس سے شناسائی ہو

جس طرح دھوپ دسمبر کی دریچے سے لگی
بے ارادہ کہیں آنگن میں اتر آئی ہو
جیسے محفل میں کسی شخص کی تنہائی ہو

..........

☆☆☆ختم شُد☆☆☆

..........

نوٹ: یہ کوئی آفیشنلی پبلش کی گئی کتاب نہیں بلکہ مختلف مجموعات میں سے محض انتخاب ہے۔

..........